

همنا محسن

URDU NOVA

د استان جنون

داستانِ جنون

از قلم حمنا محسن

اس کے لیے عنایا کو ڈھونڈنا مشکل نہیں تھا۔ وہ اسے ہر قیمت پر اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔ پچھلے دو گینٹے سے عنایا کا موبائل بھی بند تھا۔ اس کا غصہ انتہا پہ تھا۔

اب تم نہیں بچو گی عنایا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور اپنی محل نما حویلی سے باہر نکل آیا۔

وہ ایک بہت بڑے پولیس افسر کا بیٹا تھا۔ مگر انتہائی بگڑا ہوا لڑکا تھا۔ اکلوتا ہونے کے باعث وہ ناز و نعم سے پلا تھا۔ کالج میں اس کا ایک اپنا گینگ تھا۔ جس کا وہ سربراہ تھا۔ سب سے لڑنا، مار پیٹ، دھونس جمانا اس کے پسندیدہ کام تھے۔

مگر اس ایک لڑکی عنایا نے اس کو سب کچھ بھلا دیا تھا۔

عنايا کالج ميں پہلا دن تھا۔ وہ نہيں جانتى تھى کہ آج کى جانے والى بات چيت اس کى زندگى ميں کيا
بھونچال لائے گى۔

اوائے اوائے فيصلى وہ دیکھ، فرسٹ ايئر سٹوڈنٹ، فيصل کے گروپ کے سعد نے عنايا کى طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

فيصل نے عنايا کى طرف دیکھا اور اپنے گروپ کى طرف دیکھ کر کہا۔ چلو تم سب جاؤ۔ سر فيصل کى کلاس کا
ٹائم ہو گيا ہے۔ سب ايک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔

فيصل جو عنايا کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ تيزى سے عنايا کے پیچھے گيا۔

ايکسيوزمى ميم، مير والٹ يہاں گرا تھا۔ آپ نے دیکھا کيا؟ فيصل نے جھوٹ بول کر عنايا کو مخاطب
کيا۔

نہيں۔ مجھے نہيں پتا۔ عنايا نے اس کو دیکھے بنا جواب ديا۔

تھا۔ اگر آپ نے دیکھا يا اٹھايا ہے ATM Card اس ميں پورے تيس ہزار روپے تھے۔ مير
تو..... فيصل نے جان کر جملہ ادھورا چھوڑا۔

عنايا کو شديد غصہ چڑھا۔ اس نے غصے سے فيصل کى طرف دیکھا۔ اور چيخى۔ کيا مطلب، ميں نے آپ کا
نہ پرس اٹھايا، چور لگتى ميں آپ کو

ارے اب کسی کے چہرے پہ تو نہیں لکھا ہوتا نا کہ کون کیا ہے؟ آپ تو ایسے بھڑک رہیں کہ مجھے شک ہو رہا کہ شاید آپ نے ہی..... فیصل اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولا

عنایا کا دماغ گھوم چکا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ سامنے کھڑے لڑکے کا قتل کر دے۔ کالج کے کچھ طلبا بھی وہاں جمع ہو گئے تھے۔ عنایا کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے ایک زوردار تھپڑ فیصل کے گال پر رسید کیا۔ وہاں موجود طلبا حیران رہ گئے کیونکہ اب عنایا نے بہت بڑی غلطی کر دی تھی

اس تماشے کے بعد فیصل نے کالج آنا بند کر دیا تھا۔ عنایا بھی خوفزدہ تو تھی مگر چند دن تک فیصل کو کالج میں نہ دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا اور اپنی پڑھائی پر توجہ دینا شروع کر دی۔ اس واقعے کو 5 دن گزر چکے تھے۔ مگر عنایا نہیں جانتی تھی کہ آج اسے اس تھپڑ کا جواب دینا ہو گا۔ فیصل نے اپنے گروپ کے کچھ لڑکوں کو عنایا کے بارے میں ایک ایک رپورٹ دینے کو کہا تھا

آج عنایا کی طبیعت کچھ خراب تھی مگر وہ کالج کا لیکچر مس نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ کالج آ تو گئی تھی مگر 11 بجے تک وہ تیز بخار میں پھنک رہی تھی۔ رابعہ جو اس کی کالج کی دوست تھی اس نے عنایا کو گھر جانے کا مشورہ دیا۔ عنایا نے کالج سے جلدی چھٹی لی اور گھر کی طرف چل پڑی۔ کالج سے بمشکل دس منٹ کا راستہ تھا۔ عنایا اب ایک سنسان سڑک سے گزر رہی تھی۔ اچانک سامنے سے ایک کالے شیشوں والی گاڑی آئی اور عنایا کو گاڑی میں کھینچ لیا گیا۔ عنایا نے چیخنے کی کوشش کی۔ مگر گاڑی میں بٹھاتے ہی اسے بے ہوش کر دیا گیا

.....

عنایا کو ہوش آیا تو وہ ایک بڑے کمرے میں بستر پر موجود تھی۔ اس نے چیخنا شروع کر دیا مگر کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ وہ اب دروازہ پیٹ رہی تھی۔ کوئی ہے، کوئی ہے، پلیز پلیز مجھے باہر نکالو۔ بخار میں بھی شدت آتی جا رہی تھی۔ وہ نڈھال سی ہو کر زمین پر بیٹھی تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی

دروازہ کھلنے کی آواز پر عنایا نے دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک 40, 45 سالہ ملازمہ کھانا لیے کھڑی تھی۔ اس عورت کے پیچھے دو گن مین کھڑے تھے جن کی گن کارخ عنایا کی طرف تھا۔ عنایا اندر تک کانپ کر رہ گئی

کک کک کون ہو تم لوگ؟ مجھے یہاں کیوں لائے ہو عنایا نے بمشکل جملے ادا کیے

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ملازمہ کھانے کی ٹرے میز پر رکھتے ہوئے بولی۔ بی بی جی کھانا کھالیں۔ عنایا رونے لگی۔ مجھے گھر جانے دو پلیز۔ مجھے گھر جانا ہے

ارے واہ! پہلی بار کسی شیرنی کو روتے ہوئے دیکھا ہے۔ فیصل کی آواز نے عنایا کو ہلا کر رکھ دیا۔ عنایا نے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں فیصل کھڑا عنایا کی بے بسی کا لطف اٹھا رہا تھا

تم! دد دیکھو پلیز مجھے معاف کر دو۔ م م میں، مجھے جانے دو۔ عنایا کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں ہاہا! ارے تھپڑ پورے کالج کے سامنے اور معافی بند کمرے میں۔ نہ نہ نہ۔ یہ تو اچھی بات نہیں نا۔ فیصل نے بے رحمی سے کہا

مم میں آپ سے معافی مانگ رہی ہوں نا۔ میں کالج میں سب کے سامنے بھی آپ سے معافی مانگ لوں گی۔ پلیز مجھے..... عنایا سے لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے

ارے ارے ابھی تو گیم شروع ہوا ہے۔ ابھی سے معافی مت مانگو میری شیرنی۔ ابھی تو مجھے سب حساب سود سمیت لینا ہے۔ یہ کہتے ہی فیصل تیزی سے آگے بڑھا اور ایک بھرپور تھپڑ عنایا کے گال پر رسید کیا۔
عنایا کا سر گھوم گیا۔ بخار اور تھپڑ کی شدت سے وہ بے ہوش ہو گئی۔

دفن گئے ہیں ثمن، عنایا تو ڈیڑھ بجے کالج سے آ جاتی ہے نا۔ امی نے گھبراتے ہوئے کہا۔
ارے امی آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔ کاشان بھائی لینے گئے ہیں نا عنایا کو۔
پتا نہیں کیوں، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ امی نے بے چینی سے کہا۔
امی، ایک تو آپ فوری پریشان ہو جاتی ہیں۔ رکیں میں کاشان بھائی سے پوچھتی ہوں۔ ثمن نے امی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

کر رہا تھا۔ ثمن، کاشان سے private job کاشان، ثمن اور عنایا اس گھر کی رونق تھے۔ کاشان ایک ایک سال چھوٹی تھی۔ عنایا، ثمن سے دس سال چھوٹی تھی۔ گھر کا سارا لاڈ پیار عنایا کو ملا تھا۔ گھر بھر کی جان عنایا میں تھی۔ اس مڈل کلاس فیملی کے پاس پیار اور سکون کی دولت تھی۔

فیصل کمرے کا دروازہ کھول کر ملازمہ اور گن میز کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اندر کا منظر دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ عنایا زمین پر بے سدھ پڑی تھی۔ گرتے وقت اس کا سر میز کے کونے سے ٹکرایا تھا۔ خون کی ایک دھار عنایا کے ماتھے سے نکل کر زمین پر پھیل رہی تھی۔ فیصل کے دل کو کچھ ہوا۔

عنایا! وہ چیختا ہوا عنایا کے پاس آیا۔ اس کے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ اور اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر ڈاکٹر کو فون ملانے لگا۔

اماں، بابا، کاشان، ثمن سب گھر میں بت بنے بیٹھے تھے۔ شام کے 5 بج چکے تھے اور عنایا کا کچھ پتہ نہ تھا۔ کاشان عنایا کی سب فرینڈز، کالج کے آس پاس کے لوگوں سے پتا کر آیا تھا مگر کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ اماں کے آنسو رو رو کر خشک ہو چکے تھے۔ کاشان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

بخار اور خوف کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔ تھوڑی دیر میں ان کو ہوش آ جائے گا۔ ان کو کچھ کھلا دے دیں۔ ڈاکٹر نے فیصل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا medicines کر

شکریہ ڈاکٹر! فیصل نے ڈاکٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا

تم ذرا عنایا کے پاس رکو۔ ہوش میں آتے ہی اسے کھانا دو۔ اور مجھے انفارم کر دینا

جی صاحب جی، ملازمہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا

رات کے 8 بج رہے تھے۔ کاشان اور اس کے والد پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروا کر ابھی گھر پہنچے تھے۔

نمن کو سارا گھر خالی خالی لگ رہا تھا۔ وہ کبھی اماں کو دیکھتی۔ کبھی دروازے کی طرف۔ اسے امید تھی کہ عنایا آجائے گی۔

عنایا ہوش میں آچکی تھی۔ وہ بالکل گرم سم بستر پر بیٹھی تھی۔
بی بی جی کھانا کھالیں۔ ملازمہ نے کھانے کی ٹرے رکھتے ہوئے کہا۔

عنایا نے جیسے سنا ہی نہیں تھا۔

بی بی جی، صاحب کا حکم ہے کی آپ کو کھانا کھلا دوں۔ ایسے مت کریں۔ صاحب مجھے چھوڑیں گے نہیں۔
تھوڑا سا کھالیں۔

عنایا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ملازمہ کمرے سے باہر چلی گئی۔
URDU Novelians

فیصل ملازمہ اور گن مین کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اسے عنایا کو دیکھ کر دکھ ہوا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ کسی بھی طرح وقت کو واپس لے جائے۔

ایک ہی دن میں عنایا کا رنگ سفید، آنکھیں ویران ہو چکی تھیں۔

عنایا، فیصل نے ہولے سے آواز دی۔

عنایا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ بیڈ کے قریب آیا۔
عنایا نے فیصل کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔
عنایا پلینز کچھ کھالو۔ اس کے بعد جو تم کہو گی ویسا کروں گا۔ فیصل نے التجا کی۔
مجھے گھر جانا ہے۔ بس۔ عنایا نے اٹل فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔
اوکے! ڈن۔ تم بس کھانا کھالو اسکے بعد تمہیں گھر چھوڑ کے آؤں گا۔ فیصل نے کہا۔
سنا نہیں تم نے۔ مجھے گھر جانا ہے۔ کچھ نہیں کھانا مجھے۔ عنایا بھی اپنے الفاظ پر قائم تھی۔
فیصل کا دل چاہا کہ وہ عنایا کے آگے سرنڈر کر دے اور اس کی ہر بات مان لے۔ مگر وہ عنایا کو کھونا نہیں
چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عنایا اسے دور جائے۔ پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ خود حیران تھا۔ فی الحال
اسے اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرنا تھا۔
ٹھیک ہے۔ مت کھاؤ کھانا۔ اب دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہی فیصل گارڈ کو آواز دینے لگا۔
جی صاحب حکم، گارڈ نے اندر آتے ہی کہا۔
فیصل نے حکم دیا۔ now go، مجھے شمن یہاں چاہیے، آدھے گھنٹے کے اندر۔
عنایا کی جان نکل گئی۔ شمن آآپی، کلک کیوں، آپی کو کیوں بلارہے آپ۔ عنایا نے پوچھا۔
سوری، ایک اور اغوا کروانا پڑ رہا مجھے۔ تمہاری بہن تمہیں کھانا کھلائے گی۔ اس کی بات تو مانو گی نا تم۔ سنا
ہے، اگلے مہینے شادی ہے اس کی، مگر میری شیرنی کو ہمت دلانے کے لیے وہ مجھے یہاں چاہیے۔ فیصل
نے کہا۔

URDU NOVELIANS

نہیں نہیں۔ آپنی کو نہیں، پلیر۔ میں کھانا کھاتی ہوں۔ آپنی کو نہیں۔ عنایا فیصل کے قدموں میں بیٹھی اس سے التجا کرنے لگی۔

اوکے، چپ چاپ کھانا کھاؤ۔ فیصل نے کہا

ملازمہ نے اسے فرش سے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا۔ عنایا شدت سے روتے روتے کھانے کی کوشش کرنے لگی۔

لگتا ہے تمہارا رونا ایسے بند نہیں ہوگا۔ ثمن کو..... فیصل نے دھمکاتے ہوئے کہا

نہیں نہیں پلیر آپنی کو نہیں لاؤ یہاں۔ میں نہیں رو رہی۔ عنایا نے بے دردی سے آنسو صاف کیے۔ اور کھانے لگی۔

اب مجھے گھر جانا ہے، عنایا نے کھانا کھاتے ہی کہا

اب مجھے تم سے نکاح کرنا ہے۔ فیصل نے دود و جواب دیا

تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا۔ میں جا رہی ہوں۔ عنایا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

شوق سے جانا مگر مجھے شوہر ہونے کا اختیار دے کر جانا۔ فیصل ایک دم سامنے آ گیا

..... عنایا نے پھر سے رونا شروع کر دیا۔ دود دیکھو پلیر میں

میرا نام فیصل ہے۔ میری فیملی کا بیک گراؤنڈ سیاسی ہے۔ مام۔ Listen۔ ارے ایک تو تم کتنا روتی ہو

ہیں۔ یہ گھر میرے نام ہے۔ اس کے علاوہ فارم ہاؤس، بینک بیلنس، زمین، settled اور ڈیڈ انگیٹڈ

گاڑی اور..... فیصل بتا رہا تھا

related شٹ اپ, جسٹ شٹ اپ, عنایا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ مجھے تم میں یا تم سے کسی چیز میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ میری منگنی بچپن میں ہی میرے کزن سے ہو چکی ہے۔ سو پلیز تم کہیں اور کوشش کرو۔ عنایا نے فیصل کو گھورتے ہوئے کہا

اوہ سوری سوری، ٹھیک ہے، نکاح کا پروگرام کینسل، ابھی تم آرام کرو۔ رات کے نو بج رہے ہیں۔ صبح ملتے ہیں۔ فیصل نے دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہا

اوہیلو مسٹر ایکس وائے زی، میں یہاں ایک منٹ نہیں رکوں گی۔ عنایا بھی دروازے کی طرف بڑھی۔ جی جی آپ جائیں۔ فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

عنایا نے فیصل کو حیران ہو کر دیکھا کہ اسے کیا ہوا ہے مگر اسے صرف یہاں سے باہر نکلنا تھا۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی۔ فیصل کے لبوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

عنایا کمرے سے باہر نکلی تو ایک بہت بڑا برآمدہ تھا۔ جگہ جگہ پر گن مینز کھڑے تھے۔ عنایا کے قدم مزید تیز ہوئے۔ برآمدے کے اطراف میں بڑے کمرے تھے۔ برآمدہ ختم ہوا تو آگے ایک وسیع و عریض صحن تھا۔ عنایا تیزی سے صحن میں بھاگنے لگی۔ کافی بڑا صحن عبور کرنے کے بعد اسے مین گیٹ نظر آیا تو اس کی جان میں جان آئی

عنایا بھاگ کر گیٹ کے پاس پہنچی۔ یہ لوہے کا بہت بڑا گیٹ تھا جو مکمل طور پر مقفل تھا۔ گیٹ کے ساتھ موجود دیواریں کافی اونچی تھیں جن پر خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں۔ گیٹ کے ساتھ موجود کرسی پر ایک چوکیدار موجود تھا۔ اس کے ساتھ بھی دو گن مین موجود تھے۔ گھر کی نگرانی کے لیے ہر طرف سی سی ٹی وی کیمرے لگے تھے

گیٹ کھولو۔ عنایا نے غصے سے چوکیدار سے کہا۔

سوری میم صاب، ام صاحب جی کی اجازت کے بغیر گیٹ نہیں کھول سکتا۔ چوکیدار نے جواب دیا

میں تمہارے صاحب جی سے پوچھ کر ہی یہاں تک آئی ہوں۔ گیٹ کھولو۔ عنایا چیخی

نہیں نہیں، ام کو گیٹ کھول کر صاحب کے ہاتھوں مرنا نہیں۔ چوکیدار نے جواب دیا

عنایا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ پیچھے ایک بڑا بل ڈوگ کھڑا تھا۔ عنایا چیخی اور سہم کر سامنے دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی

سے ٹیک لگائے کھڑا فیصل عنایا کو دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا pillar سامنے

تنتنتم تم پپ پاگل ہو۔ اتن اتن بڑے کتے کو کھ کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ عنایا نے ڈرتے ڈرتے چوکیدار سے پوچھا

بل ڈوگ اور عنایا میں صرف تین فٹ کا فاصلہ تھا۔ عنایا نے بے بسی سے فیصل کی طرف دیکھا جو عنایا کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا

تم ابھی تک گئی نہیں فیصل نے انجان بنے ہوئے کہا

گیٹ لگلیٹ کھلواؤ۔ عنایا نے سہمی آواز میں فیصل کو کہا

یہ گیٹ تو اب مسز فیصل ہی کھلوا سکتی ہیں۔ آگے آپ کی مرضی۔ فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

عنایا نے رونا شروع کر دیا۔ وہ جان چکی تھی کہ مقابل اپنی ضد کا پورا ہے۔ وہ کسی بھی قیمت رات یہاں نہیں گزارنا چاہتی تھی۔ اسے ابھی صرف گھر جانا تھا۔ اس کے پاس کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔ مجبور ہو کر اس نے کہا ٹھیک ہے اور روتی ہوئی کمرے میں بھاگ گئی۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر نکاح کا انتظام ہوا۔ جانے کب نکاح ہوا۔ کون گواہان تھے۔ عنایا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ سب جا چکے تھے۔ فیصل کمرے میں داخل ہوا۔ عنایا کے آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔ فیصل جانتا تھا کہ عنایا سے ابھی کوئی بات نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ چلو عنایا، گھر چھوڑ کے آؤں تمہیں، فیصل نے دھیرے سے کہا۔

عنایا فیصل کو بنا دیکھے کمرے سے نکل گئی۔ فیصل بھی عنایا کے پیچھے چلنے لگا۔ دونوں گیٹ کے پاس پہنچے۔ گاڑی سے اترا۔ فیصل نے Driver سے کہا کہ وہ جائے driver باہر ایک کار کھڑی تھی۔ فیصل نے پر بیٹھ گیا driving seat عنایا کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ عنایا کار میں بیٹھی۔ فیصل خود اور کرسٹارٹ کر دی۔

کار میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

عنایا، فیصل نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

عنایا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر فیصل دوبارہ بولا۔

ہے۔ میں تم سے بہت محبت کرنے لگا shocking کہ یہ سب تمہارے لیے بہت i know , عنایا ہوں۔ مگر میری یہ محبت پاکیزہ ہے اسی لیے تمہارا نام ہمیشہ کے لیے اپنے نام کے ساتھ جوڑ لیا۔ کوشش کروں گا کہ تمہیں ہر خوشی دے سکوں۔ جب تک تم نہ چاہو، میں اس رشتے کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ بس تم مجھے چھوڑنا مت

عنایا مسلسل کار سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے فیصل کی طرف دیکھا تک نہیں۔ عنایا، یہ موبائل، فیصل نے کار کے ڈیش بورڈ پر پڑے نئے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ ہے۔ یہ بات یاد رکھنا کہ یہ موبائل save موبائل میں نے تمہارے لیے لیا ہے۔ اس میں میرا نمبر کبھی بھی بند نہ ہو کیونکہ میں محبت اور نفرت دونوں میں جنونیت کا قائل ہوں۔ یہ کہتے ہی فیصل نے زبردستی موبائل عنایا کے ہاتھ میں تھما دیا۔

عنایا کے گھر کے قریب پہنچ کر کارر کی۔ عنایا تیزی سے کار سے اتری اور دروازہ پیٹنے لگی۔ کاشان نے دروازہ کھولا۔ عنایا کاشان کے گلے لگتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ فیصل یہ سارا منظر کار میں بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ عنایا کو جا کر پکڑے۔ مگر عنایا کی بدنامی کے ڈر سے اس نے گاڑی واپس موڑ لی۔

URDU Novelians

عنایا کے ہوش میں آتے ہی اس نے امی، بابا، شمن آپی اور کاشان بھائی کے پریشان چہرے دیکھے۔ وہ اٹھ کر شمن کے گلے لگی اور روتے روتے ساری کہانی سنادی۔ کاشان کا خون کھول اٹھا۔ اس کا دل چاہا کہ ابھی جا کر فیصل کا گھر تلاش کرے اور اس کا گلا دبا دے۔

بابا نے بہت مشکل سے کاشان کو سنبھالا۔

رات بھر سب یہی سوچتے رہے کہ اب کیا کرنا ہے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ صبح ہوتے ہی عنایا کو کچھ دنوں کے لیے حیدر آباد بھیج دیا جائے۔ عنایا کے ماموں اور ممائی حیدر آباد رہتے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ عنایا خلع کی درخواست دائر کرے اور بد معاش فیصل سے اس کی جان چھڑوائے جائے۔

صبح ہوتے ہی عنایا اور کاشان ٹرین میں سوار ہو گئے۔

اس کے لیے عنایا کو ڈھونڈنا مشکل نہیں تھا۔ وہ اسے ہر قیمت پر اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔ پچھلے دو گینٹے سے عنایا کا موبائل بھی بند تھا۔ اس کا غصہ انتہا پہ تھا۔

اب تم نہیں بچو گی عنایا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور اپنی محل نما حویلی سے باہر نکل آیا۔

وہ ایک بہت بڑے پولیس افسر کا بیٹا تھا۔ مگر انتہائی بگڑا ہوا لڑکا تھا۔ اکلوتا ہونے کے باعث وہ ناز و نعم سے پلا تھا۔ کالج میں اس کا ایک اپنا گینگ تھا۔ جس کا وہ سربراہ تھا۔ سب سے لڑنا، مار پیٹ، دھونس جمانا اس کے پسندیدہ کام تھے۔

مگر اس ایک لڑکی عنایا نے اس کو سب کچھ بھلا دیا تھا

تلاش کرنے لگے taxi ٹرین حیدر آباد آ کر رکی۔ عنایا اور کاشان اترے اور

اوہ نوشت یار، یہ موبائل بیٹری بھی ابھی ڈیڈ ہونی تھی۔ کاشان نے پریشان ہو کر کہا

جی بھائی، امی، بابا بھی پریشان ہوں گے۔ عنایا نے پرس چیک کرتے ہوئے کہا۔ پرس میں سے وہ موبائل نکل آیا جو فیصل نے دیا تھا۔ عنایا نے احتیاط کے طور پر یہ موبائل اپنے پاس رکھا تھا۔ وہ اتنا جان گئی تھی کہ فیصل جنونی شخص ہے۔ مگر صبح حیدر آباد کے لیے نکلتے ہی اس نے موبائل آف کر دیا تھا۔ ثمن کو اپنی خیریت کی اطلاع دینے کے لیے اس نے موبائل آن کیا

میں۔ کاشان کی آواز آئی taxi آؤ بیٹھو

لکھا آ رہا received میں بیٹھے۔ عنایا نے دیکھا تو موبائل پر 254 مسیجز taxi عنایا اور کاشان کے open تھا۔ عنایا نے مسیجز ایک ایک کر کے

ہیلو عنایا

عنایا فون کیوں آف ہے۔ پلیز آن کرو

منع کیا تھا نا موبائل آف کرنے سے

عنایا پلیز یار آن کرو موبائل

تم اچھا نہیں کر رہی ہو

اس طرح کے کئی مسیجز موبائل سکرین پر جگمگا رہے تھے

بے وقوف، بد تمیز، پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو۔ اونہ مائی فٹ۔ عنایا آہستگی سے بڑبڑائی

کیا ہوا عنایا، ثمن کو فون ملاؤ۔ کاشان کی آواز آئی

جی بھائی۔ عنایا نے شمن کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا

ہیلو آپ،، جی جی، ہم خیریت سے پہنچ گئے ہیں، جی آپ بس راستے میں ہیں۔ جی آپ گھر پہنچ کر سب سے بات کروں گی۔ جی اللہ حافظ

عنایا نے جیسے ہی کال بند کی۔ فیصل کی کال آنے لگی۔ اس نے کال کاٹ دی مگر فیصل دوبارہ کال کر رہا تھا۔ سے باہر پھینک دیا۔ کاشان نے اسے حیرت سے taxi عنایا کو شدید غصہ آیا اور اس نے موبائل چلتی دیکھا مگر کہا کچھ نہیں

کورکنے کو اشارہ کیا۔ taxi driver چانک ہی سامنے سے پولیس وین آتی دکھائی دی۔ وین نے کے دروازے کھول کر ڈرائیور اور کاشان کو taxi پولیس وین سے کچھ اہلکار اترے اور انہوں نے اترنے کا اشارہ کیا

کاشان اور ڈرائیور کے اترتے ہی پولیس اہلکاروں نے انہیں گرفتار کر لیا

یہ یہ کیا، کہاں لے کے جارہے ہیں آپ ہمیں۔ عنایا نے گھبراتے ہوئے کہا

اوبی بی، ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم تینوں چور ہو۔ وارداتیں کرتے پھر رہے ہو۔ ایک اہلکار نے کہا

سر ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم تو اس شہر میں نئے ہیں۔ کاشان نے کہا

اوائے، بہانے بنانا بند کر، باقی بات تھانے چل کر کرنا۔ اہلکاروں نے انہیں وین میں بٹھایا۔ اور تھانے لے گئے

ددیکھیں سر آپ کو غلط فہمی..... عنایا نے بولتے بولتے سامنے دیکھا تو کانپ کر رہ گئی

تھانے کے کمرے میں کرسی پر فیصل بیٹھا مسکرا رہا تھا۔
ارے انسپکٹر صاحب، یہی ہیں وہ چور لوگ۔ فیصل جلدی سے بولا۔
ایکسیکوز می سر، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ہم بے قصور ہیں۔ یہ شخص پتہ نہیں کون ہے اور کیا بکواس کر رہا ہے۔ ہم تو اسے جانتے تک نہیں۔ کاشان بولا۔
اوہیلو مسٹر۔ بہت جلد پتہ لگ جائے گا کہ کون ہوں میں، فیصل نے عنایا کی طرف دیکھتے ہوئے کاشان سے کہا۔
عنایا کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ اپنا سر تھامے کھڑی تھی۔
انسپکٹر صاحب، میں نے آپ کو بتایا تھا کہ کل رات میرا نیا موبائل کراچی سے چوری ہوا۔ یہ لوگ 80,000 کا موبائل لے کر حیدر آباد چلے آئے۔ وہ تو اچھا ہوا کہ میں نے موبائل لوکیشن ٹریس کی اور ان کا پیچھا کیا۔ میں کال کر کے کہہ رہا تھا کہ میرا موبائل واپس کرو۔ مگر ان لوگوں نے پکڑے جانے کے ڈر سے موبائل ہی ٹیکسی سے باہر پھینک دیا۔ فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔
عنایا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ عنایا نے چیختے ہوئے کہا۔
اوہ ریلی، پھر آپ بتائیں گی کہ سچ کیا ہے۔ فیصل، عنایا کو دیکھتے ہوئے بولا۔
عنایا کا دل چاہا کہ وہ فیصل کا سر پھاڑ دے۔
انسپکٹر صاحب، مجھے میرا نقصان پورا کر کے دیں۔ مجھے بس 80000 دلوائیں۔ فیصل سنجیدگی سے بولا۔

کاشان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب ہم نے کچھ کیا ہی نہیں تو کس بات کے 80000??? پیسے دیں تھے۔ کاشان کا دماغ گھوم رہا تھا

اوپر، ہر چور یہی بولتا ہے کہ اس نے چوری نہیں کی۔ انسپکٹر غصے سے بولا۔ دو دن حوالات کی ہوا کھائے گا۔ نہ تو سب مانے گا۔ ڈالو اسے حوالات میں۔ انسپکٹر نے کاشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

نہیں نہیں، میرے بھائی کو چھوڑو، ہم نے کچھ نہیں کیا۔ پلیز بھائی کو نہیں۔ پلیز ہمارا یقین کریں۔ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ عنایا چیختے چیختے رونے لگی

اوبی بی جاؤ۔ جا کر پیسوں کا یا وکیل کا انتظام کرو۔ یہ رونا دھونا باہر جا کر کرو

کاشان کو لاک اپ کیا جا چکا تھا۔ عنایا نے رورو کر برا حال کر لیا تھا

اوکے انسپکٹر صاحب، میں چلتا ہوں۔ جب پیسے ملیں تو مجھے بتا دینا۔ فیصل نے انسپکٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا

فیصل نے ایک نظر عنایا کو دیکھا اور باہر نکل گیا

عنایا تیزی سے فیصل کے پیچھے بھاگی۔ تھانے سے باہر نکلتے ہی عنایا نے ایک زوردار تھپڑ فیصل کو رسید کیا

..... بے شرم، گھٹیا انسان۔ کیا سمجھتے ہو تم۔ تم اس طرح کی بیچ کرکتیں کر کے

ابھی عنایا کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ فیصل نے یکدم عنایا کو بازو سے پکڑا اور گاڑی میں دھکا دیا

چھوڑو مجھے، میں کہتی ہوں چھوڑو مجھے، عنایا کی چیخ و پکار جاری تھی

پر آیا۔ گاڑی کو لاک کیا۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی driving seat فیصل

عنایا پاگل ہو چکی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں سے کبھی گاڑی کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتی۔ کبھی فیصل کو مارتی۔ فیصل کے لیے ڈرائیو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔ گاڑی کی بیک سیٹ پر پڑا ایک بیگ اٹھایا اور اس میں سے ہتھکڑی نکالی۔ عنایا کے دونوں ہاتھ پکڑے اور پیچھے کی طرف کر کے ہتھکڑی لگادی۔ گاڑی سٹارٹ کر دی

گھٹیا انسان، چھوڑو مجھے، میں تم سے ڈرتی نہیں۔ چھوڑ دو مجھے۔ عنایا سارے راستے چیخی، چلائی، روئی مگر فیصل خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا

گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے رکی۔ فیصل گاڑی سے اترا۔ عنایا کو گاڑی سے نکالا۔ اور ہوٹل کے اندر لے گیا۔

عنایا کی چیخ و پکار ہوٹل میں بھی جاری تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ ہوٹل بھی فیصل کا ہے اور پورا سٹاف فیصل کے حکم کا پابند ہے

فیصل، عنایا کو ہوٹل کے کمرے تک لے گیا اور اسے بیڈ پر پھینکا۔ عنایا کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ابھی تک لگی ہوئی تھی۔ اس کے رونے میں شدت آگئی تھی۔ فیصل واش روم چلا گیا۔ شاور لے کر وہ جب باہر نکلا تو بھی عنایا اوندھے منہ پڑی رو رہی تھی

فیصل نے جواب دیا، Yes come in، ہوا knock دروازے پر

Sir what would you like in lunch?

اندر آنے والی لڑکی نے پوچھا

ایک پلیٹ بریانی، اینڈ چکن کڑاہی۔ فیصل نے تسلی سے جواب دیا

اور سر میم کیا لیں گی؟ لڑکی نے بیڈ پر اوندھے منہ پڑی عنایا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

میم کو کچھ نہیں چاہیے۔ آپ جائیں۔ فیصل نے بے رخی سے جواب دیا

تھوڑی دیر بعد کھانا آگیا۔ فیصل نے سکون سے کھانا کھایا۔ وہ عنایا کو مکمل اگنور کر رہا تھا

عنایا رو رو کر نڈھال ہو گئی تھی

فیصل نے پاکٹ سے موبائل نکالا اور تھانے کا نمبر ڈائل کیا۔ ہیلو، جی انسپکٹر صاحب، کیا بنا میرے کیس

کا۔ کب تک ملیں گے مجھے پیسے

عنایا کے کان کھڑے ہو گئے

ارے انسپکٹر صاحب، اتنی آسانی سے وہ چور کا بچہ نہیں مانے گا۔ آپ ٹارچر سیل میں شفٹ کریں اسے۔

..... میں بھی وہیں

فیصل کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ عنایا چیخنے لگی

نہیں نہیں پلیز نہیں فیصل پلیز

فیصل نے جلدی سے کال بند کی۔ عنایا کے پاس پہنچ کر اسے سیدھا کیا۔ اس کی ہتھکڑی کھولی۔ عنایا نے

فیصل کے آگے ہاتھ جوڑے

پلیز میں آئندہ تمہاری ہر بات مانوں گی۔ میرے کاشان بھائی کو چھوڑ دو پلیز۔ پلیز رحم کرو مجھ پر۔ پلیز فیصل پلیز، عنایا کے رونے میں شدت آچکی تھی

تم حکم کرو جان فیصل، آج تمہارے منہ سے اپنا نام پہلی بار سنا ہے۔ کہو تو جان دے دوں۔ فیصل نے عنایا کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا

مجھے کاشان بھائی کے پاس لے چلو پلیز۔ عنایا نے پھر درخواست کی

پلیز مجھے کاشان بھائی کے پاس جانا ہے۔ عنایا نے پھر درخواست کی

اوکے، پہلے کھانا پھر باقی باتیں، فیصل نے عنایا سے نرمی سے کہا

نہیں بس مجھے کاشان بھائی کے پاس لے چلو۔ عنایا نے رونا بند نہیں کیا تھا

پہ adventure اففففف، اوکے نہ یار، پہلے کھانا تو کھا لو، شام کے چھ بج رہے ہیں اور تم ہو کہ مزید تلی ہوئی ہو۔ فیصل نے نرمی سے کہا

میرے کاشان بھائی کو..... عنایا کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ فیصل نے اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا

اگر تم نے But۔ شش شش۔ ایک دم چپ عنایا، ابھی تک کاشان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا ہے

نہیں کیا تو شاید ہم کاشان سے ملنے ہاسپٹل جائیں۔ آگے تم خود سمجھدار cooperate میرے ساتھ ہو۔ فیصل نے سنجیدگی سے کہا

عنایا خوف سے کانپ کر رہ گئی۔ وہ فیصل کو دیکھتی رہ گئی

میں نے رات ہی تم سے کہا تھا عنایا کہ میں محبت اور نفرت دونوں میں جنونیت کا قائل ہوں۔ ہمارے نکاح کے بعد میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ مجھ سے دور مت جانا۔ تم مجھے بنا بتائے کراچی سے نکلی۔ فیصل کا لہجہ تلخ ہوا۔

میں صرف اپنے ماموں سے ملنے آئی تھی۔ عنایا نے بے چارگی سے کہا۔ تم ڈھنگ سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی میری شیرنی۔ فیصل نے عنایا کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ میں نے تمہیں کہا کہ موبائل آف نہ ہو۔ تم نے اس کو بھی توڑ دیا۔ عنایا نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں۔

اے آئی ایم سوری پلیز۔ عنایا نے لرزتے وجود کے ساتھ جواب دیا۔ عنایا میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ بٹ اتنا یاد رکھنا کہ تم مجھ سے دور بھاگو گی تو انجام کی ذمہ دار خود ہو گی۔ فیصل نے سختی سے کہا۔ بہتر یہی ہے کہ میری عنایا کو مجھ سے دور نہ کیا جائے ورنہ میرے پاگل پن کی انتہا خطرناک ہو گی جو تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔ سمجھ گئی ناں فیصل نے عنایا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

ج جی جی جی جی۔ عنایا نے کانپتے وجود کے ساتھ جواب دیا۔

گڈ گرل۔ فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کھانا آچکا تھا۔ عنایا نے کھانا کھایا۔ وہ صرف کاشان بھائی کے بارے میں سوچ رہی تھی

۔ عنایا، اٹھو چلیں۔ فیصل کی آواز نے اسے سوچوں سے باہر نکالا۔

کک کہاں، عنایا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا

ڈرومت، تم اپنے شوہر کے ساتھ ہو۔ جہاں میرا دل چاہے لے کے جاسکتا ہوں اپنی کیوٹ سی وائف کو۔ اتنا حق تو بنتا ہے میرا۔ فیصل نے پیار سے اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا

ہم کاشان بھائی کے پاس جارہے ہیں ناغ عنایا نے جلدی سے پوچھا

ہم کراچی جارہے ہیں میری جان۔ فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

کیا غ نہیں پلینز مجھے کاشان بھائی کے پاس جانا ہے۔ عنایا کے آنسو پھر جاری ہو گئے

عنایا پلینز، بات کو سمجھو۔ مجھے کراچی جانا ہے تو اپنی جان کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ کاشان مجھے دیکھ کر غصہ کرے گا اور میں اسے کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے سامنے تمہارا بھائی تمہارے شریف شوہر سے پٹے فیصل نے عنایا سے پوچھا

عنایا بے یقینی سے فیصل کو دیکھنے لگی

کیا ہوا غ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔ سوری مائی کیوٹ وائف، میں اپنی پیاری وائف کو تھانے نہیں لے کر جا سکتا۔ یقین کرو، جتنی جلدی ہم کراچی پہنچیں گے۔ اتنی جلدی کاشان باہر آئے گا۔ فیصل نے یقین دلاتے ہوئے کہا

تم انتہائی..... عنایا کچھ کہنا چاہتی تھی

کریں گے۔ continue مگر فیصل تیزی سے بولا۔ میری شیرنی، ہم کراچی جا کر اپنی جنگ یہیں سے غ اب چلیں یا کاشان کو جیل میں اور وقت گزرانا ہے

عنایا غصے سے پیر پٹختی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔ فیصل چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کے پیچھے چلا۔

وہ دونوں کراچی پہنچ چکے تھے۔ فیصل گاڑی میں عنایا کو اس کے گھر کی طرف لے کر جا رہا تھا۔ عنایا کو کاشان بھائی کی فکر ہونے لگی تو اس کی آنکھیں پھر سے نمدا رہ گئیں۔

او کم آن یار، پھر سے رونا، سیریل سیل عنایا، میں تمہیں لاسٹ ٹائم وارن کر رہا ہوں۔ اب اگر ایک بھی آنسو ان خوبصورت آنکھوں سے گرا تو ابھی کے ابھی گاڑی کسی بھی گاڑی کے ساتھ مار دوں گا۔ فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

عنایا نے گھور کر فیصل کو دیکھا اور اپنے چہرے کو رگڑ کر صاف کیا۔

بد تمیز، جاہل انسان، اب میرے رونے پر بھی پابندی لگائے گا۔ عنایا منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

کچھ کہا کیا مسز فیصل نے فیصل نے عنایا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں۔ عنایا نے سختی سے جواب دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

یقین کرو عنایا، تم مجھ سے دور جاتی ہو نہ تو دل کٹتا ہے۔ میں بہت تنہا ہوں۔ صرف تم سے تھوڑی سی محبت، تھوڑی سی اپنائیت چاہتا ہوں۔ تم میری بیوی ہو۔ میں نے تم پر کوئی حق نہیں جتایا۔ نہ ہی تم سے مجھ سے دور جانے کے۔ be careful کسی بھی قسم کی زبردستی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر نیکسٹ ٹائم بارے میں سوچنا بھی مت۔ ورنہ میں کس حد تک جاؤں گا۔ میں خود نہیں جانتا۔ فیصل بول رہا تھا۔

عنایا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

کچھ کہو گی نہیں فیصل نے آس سے پوچھا

کاشان بھائی کب آئیں گے عنایا نے بے بسی سے پوچھا

اف توبہ ہے عنایا، تمہارا شوہر تم سے دیوانگی کی باتیں کر رہا ہے اور تم ہو کہ اپنے بھائی کو سوچے جا رہی۔
بلیومی مائی ڈیروائف، اتنا بھی ظالم نہیں میں کہ اپنے سالے صاحب کو کچھ ہونے دوں۔ تمہارے گھر
پہنچنے کے پورے تیس منٹ بعد کاشان گھر پہنچے گا۔ فیصل بولا

عنایا کا گھر آگیا تھا۔ وہ گاڑی سے اترنے لگی مگر گاڑی کا دروازہ لاک تھا

۔ دروازہ کھولیں۔ عنایا نے سختی سے کہا

ابھی دل نہیں کر رہا یار کہ تمہیں جانے دوں۔ فیصل نے عنایا کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا

میں نے کہا دروازہ کھولیں۔ عنایا مزید غصے سے بولی

۔ دروازہ کھولو۔ مجھے جانا ہے، عنایا کو غصہ آنے لگا

پھر کب ملو گی، فیصل نے پوچھا

۔ پتہ نہیں، اب مجھے جانے دو، عنایا نے غصے سے کہا

۔ میں کیسے رہوں گا، تمہیں دیکھے بنا، تمہیں سننے بنا، فیصل نے پیار سے کہا

۔ تمہارا دماغ خراب ہے کیا نالاک کھولو، عنایا کا غصہ بڑھ رہا تھا

۔ ایک شرط پر، فیصل سنجیدگی سے بولا

اب کیا غنایا نے حیران ہو کر پوچھا

یہ موبائل اپنے پاس رکھو۔ اور جب میں رابطہ کروں تب تم مجھ سے بات کرو گی۔ فیصل نے غنایا کی طرف ایک نیا موبائل بڑھاتے ہوئے کہا

کیا غنایا نے مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ دروازہ کھولو۔ غنایا نے صاف انکار کیا

پہلے موبائل لینے کا انجام وہ دیکھ چکی تھی۔ اب موبائل لے کر وہ کسی مصیبت میں نہیں پھنسنا چاہتی تھی

اوکے! ایزیوش! مت لو۔ فیصل نے موبائل پاکٹ میں ڈالتے ہوئے کہا

غنایا نے شکر ادا کیا کہ جان چھٹی۔ مگر فیصل کے ادا کیے گئے اگلے جملے نے غنایا کے ہوش اڑا دیے

چلو غنایا سو جاؤ۔ فیصل نے کہا اور گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگالی۔ اور اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیے

اوہیلو، یہ کیا مذاق ہے، دروازہ کھولو۔ غنایا چیخی

سونے دونا غنایا، رات کے بارمچ رہے ہیں۔ تھک گیا میں۔ فیصل نے آنکھوں پر بازو رکھے ہوئے جواب

URDUNovelians

دیا

دیکھو بہت مذاق ہو گیا۔ اب تم حد سے بڑھ ریے ہو۔ غنایا چیخی

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا

دروازہ کھولو گے یا میں کچھ مار کر تمہاری گاڑی کا شیشہ توڑوں۔ غنایا کو شدید غصہ آ رہا تھا

کوئی اور انسان ہوتا تو شاید عنایا اس کا سر پھاڑ دیتی مگر مقابل فیصل تھا جس کی جنونیت نے عنایا کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ فیصل جو کہہ دے وہ کرتا بھی ہے۔ اسے ڈر لگا کہ واقعی کہیں رات کار میں نہ ہی گزارنی پڑ جائے۔

اچھالاؤ، دو موبائل۔ عنایا نے مجبور ہو کر کہا

فیصل ٹس سے مس نہ ہوا

اوہیلو میں تم سے بات کر رہی ہوں۔ عنایا چیخنی

فیصل پر کوئی اثر نہ ہوا

عنایا نے غصے سے فیصل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اوپا گل انسان، موبائل دو اور دروازہ کھولو کار کا

فیصل مسکراتے ہوئے اٹھا اور عنایا کو موبائل پکڑاتے ہوئے بولا۔ یاد رکھنا اس بار کوئی چالاکی نہیں

فیصل نے لاک کھولا اور عنایا تیزی سے باہر نکل گئی

صبح نو بجے عنایا کی آنکھ کھلی۔ اتوار کا دن تھا۔ باہر لاؤنج میں اماں، بابا اور کاشان بھائی سر پکڑے بیٹھے تھے۔

نمن آپی کچن میں تھیں۔ عنایا بھی کچن میں آگئی

کیا ہوا ہے آپ سب کون عنایا نے پوچھا

کیا بتاؤں عنایا، آج پھوپھو، اور یا سر انگلینڈ سے واپس آرہے ہیں

کیا غنایا نے حیرت کا اظہار کیا

یاسر، غنایا کا منگیتر تھا۔ دونوں ہم عمر تھے اور دونوں کی دوستی بے مثال تھی۔ یہی وجہ تھی کہ دونوں کی بات بچپن میں طے کر دی گئی پھوپھو بہت سوفٹ نیچر کی مالک تھیں۔ پھوپھا کی ڈیٹھ کے بعد وہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے یاسر کی پرورش کی۔ وہ لوگ انگلینڈ سے آج واپس آرہے تھے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو غنایا خوشی سے جھوم اٹھتی مگر اس وقت جو حالات تھے انہوں نے سب کو پریشان کر دیا

لکھا آ رہا messages received صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ غنایا کی نظر موبائل پر پڑی تو 25
تھا۔ اس نے مسیجز اوپن کیے

Hello sweetheart. Good morning.

Waiting for your reply

Kahan ho??????.

Anaya, reply mily ga??

Uffffff plz reply yar. Bht bura kr rhi tum

بجی doorbell مسجز پڑھ کر ابھی غنایا سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے تب ہی

غنایا، غنایا، باہر آؤ، پھوپھو آئی ہیں۔ ثمن آپنی غنایا کو بلا رہی تھیں

سب پھپھو اور یاسر سے ملے۔ چائے کا دور چلا۔ عنایا برتن دھونے کچن میں گئی تو پیچھے پیچھے یاسر بھی چلا آیا۔

ہیلو عنایا، خیریت ہے؟ نو لفٹ کا بورڈ کیوں لگایا ہوا تم نے؟ یاسر نے چمکتے ہوئے کہا

نن نن نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ عنایا نے گھبرائے ہوئے کہا

تو پھر کک کیسی بات ہے۔ یاسر نے اسی کے انداز میں پوچھا

اتنے میں ثمن آپ کی کچن میں داخل ہوئیں۔ ارے یاسر، تم یہاں ہو، امی اور پھپھو یاد کر رہی ہیں تمہیں، کوئی تنگ کرنے والا نظر جو نہیں آ رہا ان کو، سکون اچھا نہیں لگ رہا نا اس کمرے میں۔ آپ نے ہنستے ہوئے کہا

اووووو، اڑالیں آپ آپ بھی میرا مذاق، بس ذرا عنایا فری ہو جائے تو ہم دونوں سب کو ٹھیک کر دیں گے۔ کیوں عنایا؟ یاسر نے عنایا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

ہہ ہہ ہاں وہ ہاں ٹھیک ہے۔ ابھی جاؤ تم۔ عنایا آنے والے وقت کا سوچ کر گھبرا رہی تھی

عنایا آریو آل رائٹ؟ غنہ غنہ یاسر کو عنایا کافی پریشان لگی

ارے یاسر، وہ عنایا نے ابھی دو ہفتے پہلے ہی کالج میں ایڈمیشن لیا ہے نا تو بس وہ پڑھائی کا سوچ سوچ کر ہی پریشان رہتی ہے۔ آپ نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا

URDU NOVELIANS

ارے بس اتنی سی بات, میں ہوں ناعنایا, پتا ہے میں بھی اسی کالج میں ایڈمیشن لے رہا ہوں
میں تمہاری ہیلپ بھی ہو جائے گی اور پک اینڈ ڈراپ..... یاسر ابھی بول ہی رہا Studies
تھا کہ عنایا کے ہاتھ سے گلاس ٹوٹ کر گرا

اوہو عنایا, دھیان سے, کانچ تو نہیں لگا تمہیں. یاسر نے فکر مندی سے پوچھا
نہیں میں ٹھیک ہوں. عنایا نے سر ہلا کر جواب دیا

یاسر, یاسر..... پھپھو کی آواز آئی

جی امی آیا..... یاسر کچن سے نکلا

عنایا کیا ہو گیا ہے. سنبھالو خود کو. ایسے ری ایکٹ کرو گی تو کتنی مشکل ہو جائے گی. پلیز سنبھالو خود کو.
آپی نے عنایا کو سمجھاتے ہوئے کہا

آپی, آپی, مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے. وہ سب کو مار دے گا. آپنی وہ کسی کو نہیں چھوڑے گا. پلیز آپنی اس
دل دل سے نکالو مجھے. عنایا, دشمن کے گلے لگ کر رونے لگی

URDUNovelians

رات ہوئی تو عنایا کمرے میں آئی. موبائل چیک کیا تو کوئی مسیج یا کال نہیں تھی. عنایا کو حیرانی ہوئی کہ
مقابل اتنا خاموش کیسے ہو گیا. اسے ڈر لگا کہ یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ نہ ہو

اگلے دن عنایا جلدی تیار ہوئی اور یاسر کو ساتھ لیے بنا کالج چلی گئی۔ یاسر نے اسے کہا بھی تھا کہ صبح ساتھ چلیں گے مگر فیصل کی جنونیت کا خیال ہی عنایا کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا

کالج کے اندر داخل ہوئی تو گیٹ کے پاس ہی رابعہ مل گئی۔ کالج میں کسی کی ہمت نہیں تھی کہ عنایا سے پوچھے کہ وہ کہاں چلی گئی تھی۔ سب جانتے تھے کہ فیصل کو مارا گیا تھپڑ اس نے نظر انداز نہیں کیا ہوگا۔ مگر یہ بات فیصل کے گروپ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ اب عنایا نہیں، عنایا فیصل کی حیثیت سے کالج میں آئی ہے

رابعہ اور عنایا کلاسز لینے چلے گئے۔ کلاس کے بعد عنایا اور رابعہ گراؤنڈ کی طرف جا رہے تھے کہ سامنے سے یاسر آتا دکھائی دیا۔ رابعہ کینیٹین چلی گئی۔ جبکہ عنایا کو وہیں رکنا پڑا۔ حد ہے عنایا، ویسے میں تم سے شدید قسم کا ناراض ہوں۔ یاسر نے کہا۔ کک کک کیوں، میں نے کیا کیا، عنایا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا کہ کہیں فیصل نہ آ جائے۔

اوپر، میں ادھر ہوں۔ تم یہاں وہاں کسے ڈھونڈ رہی، یاسر نے عنایا کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔ جلدی بولو، میں سن رہی ہوں۔ عنایا جلد سے جلد وہاں سے ہٹنا چاہتی تھی۔
مجھے یہ بتاؤ کہ صبح مجھے ساتھ لے کر کیوں نہیں آئی

مجھے صبح دیر ہو رہی تھی۔ عنایا نے کہتے ہوئے نظریں اٹھائیں تو رنگ فق ہو گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر فیصل کے گروپ کا ممبر سعد کھڑا تھا جو موبائل پر شاید فیصل سے بات کر رہا تھا اور عنایا اور یاسر کی طرف ہی دیکھ رہا تھا

مجھے صبح دیر ہو رہی تھی۔ عنایا نے کہتے ہوئے نظریں اٹھائیں تو رنگ فق ہو گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر فیصل کے گروپ کا ممبر سعد کھڑا تھا جو موبائل پر شاید فیصل سے بات کر رہا تھا اور عنایا اور یاسر کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھے کلاس لینی ہے۔ تم بچکانہ باتیں مت کیا کرو میرے ساتھ۔ عنایا جلدی سے بول کر چلی گئی۔ یاسر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔

سارا دن کالج میں عنایا کو یہ دھڑکا لگا رہا کہ ابھی کہیں سے فیصل آ جائے گا اور اس سے یاسر کے بارے میں پوچھے گا۔ مگر عنایا کو کالج میں فیصل نظر نہیں آیا۔

عنایا گھر پہنچی تو سب کھانا کھانے لگے تھے۔ آؤ آؤ بیٹا، بس تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔ پھپھو نے عنایا کو دیکھتے ہی کہا۔

مجھے بھوک نہیں ہے، یاسر کھانا چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا۔

نہ کاشان نے حیرت سے پھپھو کو دیکھا۔ اسے کیا ہوا پھپھو

پتہ نہیں بیٹا، کالج ایڈمیشن کے لیے گیا تھا تو بہت خوش تھا کہ شکر ہے پاکستان میں عنایا کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملے گا مگر جب سے کالج سے آیا ہے، موڈ آف کیا ہوا ہے، کہہ رہا ہے کہ مجھے اب کوئی ایڈمیشن نہیں لینا۔ عنایا تمہیں پتہ ہے کیا بیٹا کیا ہوا اسے، یاسر کو تو غصہ آتا ہی نہیں، کیا ہوا کالج میں، پھپھو نے عنایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں نہیں پھپھو، میرے سامنے تو کچھ نہیں ہوا۔ عنایا گھبرا گئی۔ اسے خود پہ غصہ آنے لگا کہ کیا ضرورت تھی اسے یاسر سے تلخی سے بات کرنے کی۔

عنایا، شمن آپ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی عنایا کو آواز دی۔

جی آپ، عنایا نے جواب دیا۔

گڑیا مجھے بتاؤ، آج تمہاری اور یاسر کی کیا بات ہوئی ہے کالج میں۔ آپ نے نرمی سے پوچھا

کچھ نہیں آپ، کیا بات ہوئی ہماری۔ عنایا نے صاف مکتے ہوئے کہا

میں ہو۔ مگر جو بھی ہوا اس میں یاسر کا کوئی قصور tension میں جانتی ہوں عنایا کہ آج کل تم بہت نہیں۔ اسے کس بات کی سزا دے رہی ہو، آپ نے استفسار کیا

عنایا کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ آپ جانتی ہیں ناکہ میں یہ سب کیوں کر رہی۔ میں نہیں چاہتی کہ یاسر کو کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ آپ فیصل بہت خطرناک ہے۔ وہ بالکل پاگل ہے آپ، بالکل پاگل، مجھے بہت ڈر لگتا ہے آپ بہت ڈر، عنایا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

نہیں، ہماری دوستی ہی کب تھی جو ناراض ہوں گا۔ یاسر نے جواب دیا

اچھا، ٹھیک ہے، پھر ایک کام کرنا۔ عنایا کی حس مزاح پھڑکی

کیا نہ یاسر نے پوچھا

تم نادس، بارہ دن اور کھانا مت کھانا، خرچہ کم ہو گا ہمارا، عنایا مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

اف، شکر ہے تم مسکرائی تو، جب سے آیا ہوں، تمہاری ایک سائل دیکھنے کے لیے ترس گیا تھا یار، یاسر اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔

اتنے میں شمن آئی۔ اندر آتے ہی بولی، یاسر، سوری بولا، عنایا نے تمہیں یا اور کان کھینچوں اس کے

نہیں نہیں آپی، کان پکڑ کر سوری بولا ہے میں نے سچی، عنایا معصومیت سے بولی

تینوں ہنسنے لگے اور کھانا کھانے چل دیے

اگلے ہی دن یاسر کا کالج میں ایڈمیشن ہو گیا تھا۔ اس دن بھی فیصل کا لُج نہیں آیا تھا۔ عنایا نے سکون کا سانس لیا۔ گھر آ کر موبائل دیکھا تو کوئی مسیجز یا کال نہیں تھی۔ عنایا کو حیرانی ہوئی مگر ایک سکون تھا کہ جان بچی ہوئی ہے۔

عنایا اور یاسر ساتھ کالج جانے لگے۔ آج تیسرا دن تھا مگر فیصل کا کچھ پتا نہیں تھا

عنایا میں ایک بجے تک کالج کے گیٹ کے پاس تمہارا ویٹ کروں گا پھر دونوں ساتھ ہی گھر چلیں گے،
یا سرنے عنایا کو کہا

ٹھیک ہے، عنایا نے سر ہلایا

عنایا کی کلاس بارہ بجے ہی ختم ہو گئی تھی۔ وہ کینیٹین کی طرف بڑھ رہی تھی کہ سامنے سے سعد آتا دکھائی
دیا۔

بھابھی، فیصل بھائی کا فون ہے۔ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ سعد نے عنایا کی طرف موبائل بڑھاتے
ہوئے کہا۔

بھابھی، فیصل بھائی کا فون ہے۔ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ سعد نے عنایا کی طرف موبائل بڑھاتے
ہوئے کہا۔

عنایا پریشان ہونے لگی، پہلے سوچا، منع کر دے مگر فیصل کی جنونیت کا سوچ کر ہی کانپ اٹھی۔ عنایا نے
سعد سے موبائل لے لیا۔ سعد وہاں سے چلا گیا۔

کیا ہے، عنایا نے موبائل کان سے لگاتے ہی غصے سے کہا۔

اف، میرے تین دن کال یا مسجز نہ کرنے پر اتنا غصہ، فیصل معصوم سے لہجے میں بولا۔

بس کہہ دیا جو کہنا تھا تم نے، اب بائیں۔ عنایا کو غصہ آیا۔

آں آں عنایا، فون بند کرنے کی غلطی مت کرنا، اچھا نہیں لگے گا کہ آج سارا کالج تماشا دیکھے کہ میں اپنی بیوی کو گود میں اٹھا کر سب کے سامنے لے کر جاؤں۔ فیصل نے وارن کرتے ہوئے کہا

فون کیوں کیا ہے؟ عنایا نے گھبراتے ہوئے کہا

موبائل کان سے لگا کر رکھو اور کالج گیٹ کے پاس آؤ۔ فیصل نے نیا حکم جاری کیا

کک کک کیوں، عنایا مزید گھبرا گئی

او کے تم وہیں رکو، میں آکر تمہارے کیوں کا جواب دیتا ہوں۔ فیصل نے غصے سے کہا

نن نن پلیز میں جارہی کالج گیٹ کے پاس، عنایا کانپ کر رہ گئی

گڈ گرل، فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

عنایا کالج گیٹ کے پاس پہنچ گئی تھی

عنایا، سامنے دیکھو۔ گیٹ کے پاس سعد کھڑا ہوگا۔ اس کو موبائل واپس کرو اور گیٹ سے باہر نکلو، میں

نے ڈرائیور اور ملازمہ کو بھیجا ہے۔ ان کے ساتھ جلدی سے میرے پاس آ جاؤ

کیا؟ عنایا کو سر چکراتا ہوا محسوس ہوا

دو دیکھو پلیز میں کل آ جاؤں گی۔ پلیز ابھی گھر میں کسی کو بتا کر نہیں آئی۔ عنایا نے بے بسی سے کہا

ٹھیک ہے عنایا، تم مت آؤ۔ کاشان کو دفتر سے دو بجے چھٹی ہوتی ہے اور آج وہ میرا مہمان ہوگا۔ تم نہ

سہی۔ کاشان سہی۔ گھر انفارم کر دینا۔ فیصل نے غصے سے کہا

نن نہیں نہیں پلیز میں، میری بات، عنایا کچھ کہنا چاہتی تھی مگر فون بند ہو چکا تھا

عنایا نے ٹائم دیکھا، ساڑھے بارہ ہو رہے تھے۔ یاسر نے کلاس سے ایک بجے فری ہونا تھا۔ یاسر اس کا انتظار کرے گا۔ مگر فیصل نے اگر کاشان بھائی کو اغوا کر لیا تو..... اس سے آگے وہ کچھ سوچ نہ سکی۔ اس نے موبائل سعد کو پکڑا یا اور جا کر فیصل کی بھیجی ہوئی کار میں بیٹھ گئی

بی بی جی، صاحب اس کمرے میں ہیں۔ ملازمہ نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

عنایا اس کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ اندر کا منظر اس کے لیے شاکڈ تھا۔ فیصل کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پسٹل تھا جسے وہ بہت اطمینان سے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا

یہ یہ یہ پسٹل تمہارے ہاتھ میں کک کیوں۔ عنایا نے کانپتے ہوئے کہا

اوہ تم آگئی عنایا، تمہارا باڈی گارڈ کہاں ہے۔ فیصل نے کرسی سے اٹھ کر عنایا کی طرف قدم بڑھائے

کک کک کون، کک کس کی بات ککر کر رہے تم، عنایا پیچھے ہٹتے ہوئے بولی

جسٹ شٹ اپ عنایا، فیصل غصے سے دھاڑا

عنایا سہم کر رہ گئی

فیصل پلیز میں تمہیں بتانے والی تھی کہ وہ یاسر..... عنایا رونے لگی

ایک دم چپ عنایا، تم مجھے جو بھی بتانے والی تھی وہ سننے کا وقت نہیں میرے پاس۔ فیصل شدید غصے میں تھا

دودن, صرف دودن کا ٹائم ہے تم سب کے پاس. اگر دودن بعد بھی وہ لڑکا مجھے اپنے سرال میں نظر آیا. تو اچھا نہیں ہوگا. سنا تم نے, دور رہے وہ میری بیوی سے. فیصل مزید غصے سے چیخا.
فیصل کمرے سے باہر نکل گیا اور عنایا دیوار سے لگی آنسو بہانے لگی

کمال ہے آپ, عنایا گھر نہیں پہنچی, پورا کالج خالی ہو گیا تو میں آیا. گھر نہیں آئی تو کہاں گئی وہ, یاسر نے فکر
مندى سے شمن سے پوچھا

وہ یاسر وہ عنایا کی فرینڈ ہے نارابعہ. اس کی مدر کی طبیعت ٹھیک نہیں. بتایا تھا اس نے مجھے. وہاں گئی ہو
گی. آپ نے بہانہ بنا کر یاسر کو مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر وہ جانتی تھیں کہ عنایا کہاں ہوگی
عنایا گم سم کھڑی تھی کہ ملازمہ کمرے میں آئی

بی.بی.جی, صاحب آپ کا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں. ملازمہ نے کہا

عنایا چپ چاپ اس کے ساتھ چلنے لگی. ملازمہ عنایا کو کمرے کا بتا کر چلی گئی

عنایا کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے کمرے میں ایک کرسی پر فیصل بیٹھا تھا. ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا تھا
آؤ آؤ عنایا بیٹھو, کھانا کھاؤ. فیصل دوستانہ انداز میں بولا. جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو

مم مجھے بھوک نہیں ہے. فیصل وہ پلیز وہ میرے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے. عنایا ڈرتے ڈرتے
بولی

کون پریشان ہو رہا ہو گا گھر والے یا گھر میں موجود باہر والا زنگ ہاں زنگ فیصل کو پھر سے غصہ آنے لگا۔

عنایا سہم گئی اور چپ چاپ کھانا کھانے لگی۔

کھانا ختم ہوا تو فیصل نے ملازمہ سے چائے بنانے کا کہہ دیا۔

فیصل بیٹھا مسلسل عنایا کو دیکھ رہا تھا۔ عنایا کو اس کی نظروں سے گھبراہٹ ہونے لگی۔ وہ خوف زدہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

عنایا، فیصل نے عنایا کو مخاطب کیا۔

جج جی، عنایا نے نظریں اٹھائے بنا جواب دیا۔

تم نے میرا حال نہیں پوچھا زنگ تین دن سے میں بخار میں پڑا تھا۔ ایک کال بھی نہیں کی تم نے کہ میں کہاں ہوں۔ فیصل نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

مم م مجھے نہیں پپ پتا تھا، عنایا مسلسل خوفزدہ تھی۔

اب تو پتا چل گیا نا۔ اب پوچھ لو۔ فیصل کھڑا ہو کر عنایا کی طرف بڑھا۔

عنایا گھبرا کر کھڑی ہوئی۔ کک کیا پوچھوں۔

یہی کہ میں کیسا ہوں، تمہیں کتنا یاد کیا، تمہیں کتنا مس کیا، پوچھو نا، فیصل عنایا کا بازو پکڑتے ہوئے بولا۔

نف فیصل پلیر، عنایا نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی مگر فیصل کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ فیصل پیچھے ہٹا اور کرسی پر بیٹھ گیا

۔ لیس۔ فیصل بولا

ملازمہ چائے لے کر آئی تھی۔ چائے ختم ہوئی۔ عنایا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دوپہر کے تین بج رہے تھے۔ عنایا نے فیصل کو دیکھا کہ شاید وہ اسے گھر جانے کی اجازت دے دے۔ فیصل عنایا کی بے چینی سمجھتا تھا

۔ گھر جانا چاہتی ہوں فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

۔ عنایا نے ڈرتے ڈرتے اثبات میں سر ہلایا

۔ اوکے لے جاؤں گا لیکن تین دن بعد، فیصل نے سنجیدگی سے کہا

۔ عنایا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ فیصل بالکل سنجیدہ تھا

اب میری بیوی مسلسل تین دن سے مجھے اگنور رہی تھی۔ تو اتنی سزا تو ملنی چاہئے نا اسے کہ اب وہ پورے تین دن صرف میرے پاس رہے۔ فیصل سنجیدگی سے بولا

نہیں فیصل پلیز نہیں، امی، ابو، آپی، بھائی سب پریشان ہوں گے۔ پلیز ایسا مت کریں۔ عنایا درخواست کرنے لگی

اوکے، اب میری بیوی کا حکم ہے کہ میکے جانا ہے تو بندہ ناچیز کیا کر سکتا ہے۔ فیصل مسکراہٹ کے ساتھ بولا

۔ چلو چلیں۔ فیصل کار کی کیزا اٹھاتے ہوئے بولا۔ عنایا بھی کھڑی ہو گئی

عنا یا کا گھر آ گیا تھا۔ وہ گاڑی سے اترنے لگی مگر دروازہ لاک تھا۔ اس نے بے بسی سے فیصل کی طرف
. دیکھا۔ فیصل مسکرانے لگا۔

. پلیز یہ دروازہ عنایا دروازے کی طرف دیکھ کر بولی

ہاں اسے دروازہ کہتے ہیں، فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

. نہیں میرا مطلب ہے کہ دروازہ لاک ہے۔ پلیز کھولیں اسے۔ عنایا نے نظریں جھکا کر کہا

ایک شرط پر۔ فیصل نے نرمی سے کہا

یہ رنگ پہن کر، فیصل نے ایک چھوٹی سی ڈبیا میں سے نازک سی ڈائمنڈ رنگ نکالتے ہوئے کہا

. نہیں، میں، میں یہ نہیں لوں گی۔ عنایا نے انکار کیا

تو ٹھیک ہے۔ واپس چلتے ہیں تین دن کے لیے تمہارے سسرال۔ فیصل نے کارسٹارٹ کرتے ہوئے کہا

. نہیں نہیں فیصل پلیز، عنایا یہ جھٹ سے ایک ہاتھ آگے کر دیا

. فیصل نے مسکراتے ہوئے اسے رنگ پہنائی، اب تمہارے ہاتھ سے یہ کبھی نہ نکلے

. فیصل نے لاک کھولا۔ عنایا باہر نکلنے لگی تو فیصل بولا۔ یاد رکھنا عنایا

. کیا، عنایا نے مڑ کر پوچھا

. صرف دو دن، فیصل نے ایک بار پھر وارن کیا

عنایا تیزی سے کار سے نکلی اور اپنے گھر کی طرف بھاگی
عنایا نے ڈور بیل پر ہاتھ رکھا، ثمن نے دروازہ کھولا۔ عنایا کی روی روی آنکھیں دیکھ کر ثمن سمجھ گئی تھی
کہ وہ کہاں سے آرہی ہے

عنایا، پلینز، اندریاسر سومرتبہ پوچھ چکا ہے کہ عنایا کب آئے گی، سنبھالو خود کو، اس کے سامنے خود کو
مضبوط ظاہر کرو۔ آپ نے سرگوشی کے انداز میں کہا

جی آپ، عنایا نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور اندر جانے لگی
عنایا، یہ رنگ، آپ نے حیرت سے عنایا کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
جی آپ، یہ اسی پاگل نے دی ہے۔ عنایا نے رنگ اتارتے ہوئے کہا
عنایا نے رنگ اتار کر کالج بیگ میں ڈال دی

رات کو دس بجے فیصل کی کال آئی

عنایا کا دل تیزی سے دھڑکا۔ اب کیا کہنا ہے اسے۔ عنایا نے سوچا۔ کال کاٹ دی
کال دوبارہ آنے لگی۔ عنایا نے کال دوبارہ کاٹ دی مگر وہ بھی فیصل تھا، ضد کا پکا، کال دوبارہ آنے لگی۔
عنایا نے کال کاٹ دی۔ کال پھر سے آنے لگی
ہیلو، عنایا نے کال اٹینڈ کی

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تمہاری پر اہم کیا ہے۔ فیصل انتہائی غصے میں تھا
میں سونے لگی تھی۔ عنایا نے آہستگی سے کہا
او کے کل کالج پہنچو، پھر دیکھو، کیسے نیند اڑاؤں گا، فیصل نے غصے سے کال کاٹ دی
عنایا کو ڈر لگا اور وہ روتے روتے سو گئی

صبح عنایا اکیلی کالج پہنچی۔ رابعہ کے ساتھ وہ کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی کہ سامنے فیصل اپنے گروپ
کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے گھور کر عنایا کو دیکھا۔ عنایا تیزی سے کلاس میں چلی گئی

عنایا رابعہ کے ساتھ لائبریری میں بیٹھی نوٹس بنا رہی تھی۔ اچانک ہی وہاں یاسر آ گیا
ہائے بے وفا لڑکی، آج پھر اکیلا چھوڑ آئی مجھے۔ یاسر عنایا کی ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بولا
عنایا ڈر گئی۔ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کہیں فیصل نہ آ جائے

ایک انگلینڈ پلٹ نوجوان کالج میں قتل، فیصل کی آواز لائبریری میں گونجی

عنایا، رابعہ اور یاسر نے پلٹ کر دیکھا۔ فیصل اور سعد یاسر سے چند فٹ کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ فیصل
کے ہاتھ میں چین تھی جسے وہ گول گول گھمار رہا تھا۔ سعد کے ہاتھ میں شیشے کی ٹوٹی ہوئی بوتل۔ فیصل کی
آنکھوں میں خون اتر رہا تھا

ایک انگلینڈ پلٹ نوجوان کالج میں قتل، فیصل کی آواز لائبریری میں گونجی
عنایا، رابعہ اور یاسر نے پلٹ کر دیکھا۔ فیصل اور سعد یاسر سے چند فٹ کے
فاصلے پر کھڑے تھے۔ فیصل کے ہاتھ میں چین تھی جسے وہ گول گول گھمار رہا
تھا۔ سعد کے ہاتھ میں شیشے کی ٹوٹی ہوئی بوتل۔ فیصل کی آنکھوں میں خون اتر
ہوا تھا۔

لائبریری میں بھگدڑ مچ گئی۔ سب جانتے تھے کہ جو بھی فیصل کو روکے گا وہ بھی جان سے جائے گا
لائبریری میں صرف عنایا، فیصل، یاسر اور سعد تھے۔ اس سے پہلے کہ یاسر کچھ سمجھتا، فیصل نے یاسر
کے پیچھے جا کر چین یاسر کے گلے میں ڈال دی اور اسے کھینچنا شروع کر دیا
نہیں نہیں، فیصل نہیں۔ عنایا چیخی

فیصل کے سر پر خون سوار تھا۔ یاسر اپنے ہاتھوں سے چین کو پکڑ کر کھینچ کر ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔
مگر فیصل کی گرفت بہت مضبوط تھی

عنایا مسلسل چیخ رہی تھی۔ پلیز فیصل چھوڑو اسے، فیصل چھوڑو اسے۔ پلیز فیصل مت کرو ایسے۔ فیصل
چھوڑو۔ عنایا ہاتھوں سے فیصل کا بازو پکڑ کر کھینچ رہی تھی۔ مگر فیصل کی گرفت سے یاسر کو بچانا عنایا کے
لیے ناممکن تھا

سعد پلیز، روکو فیصل کو، پلیز روکو، فیصل کو، پلیز سعد، عنایا پوری قوت سے چلا رہی تھی

فیصل پوری طاقت سے یاسر کا گلا گھونٹنے میں مصروف تھا۔ یاسر کا چہرہ درد کی شدت سے لال ہو رہا تھا۔ اس کے لیے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

فیصل فیصل پلینز، فیصل وہ مر جائے گا، فیصل ہوش میں آؤ، فیصل وہ مر جائے گا فیصل چھوڑ دو، فیصل پلینز چھوڑ دو، پوری لائبریری میں عنایا کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ یاسر کی گھٹی گھٹی سانسوں کی آواز آرہی تھی۔

فیصل نہیں، فیصل چھوڑو اسے، فیصل پلینز، عنایا کی چیخیں لائبریری سے باہر سنی جارہی تھیں مگر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ کوئی فیصل کو روکے

فیصل نہیں، فیصل چھوڑو اسے، فیصل پلینز، عنایا کی چیخیں لائبریری سے باہر سنی جارہی تھیں مگر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ کوئی فیصل کو روکے

فیصل فیصل، چھوڑو پلینز اسے فیصل، عنایا چیختے چیختے ہوش کھونے لگی، اچانک عنایا پیچھے گری اور بے ہوش ہو گئی

عنایا، فیصل زور سے چیخا اور گھبرا کر یاسر کو چھوڑ کر عنایا کی طرف لپکا

عنایا کو ہوش آیا تو وہ کالج کے ایک کمرے میں بینچ پر لیٹی تھی۔ اس کا سر فیصل کی گود میں تھا۔ اور فیصل اس کے چہرے پر جھکا اسے آوازیں دے رہا تھا

عنایا، فیصل ہولے سے بولا

عنایانے فیصل کو دیکھا۔ عنایا کو کچھ دیر پہلے کا منظر یاد آیا تو اس کی آنکھیں
نم ہونے لگیں۔

عنایا پلیز رو نابد کرو، آئی ایم سوری عنایا رومت، میں تمہیں روتانہیں دیکھ سکتا
۔ فیصل فکر مندی سے بولا

عنایانے فیصل کی گود سے اٹھنے کی کوشش کی مگر فیصل نے یہ کوشش ناکام
بنادی۔

عنایا پلیز کچھ تو بولو، تم لڑلو، چیخ لو، مار لو مجھے بٹ خاموش مت رہو۔ پلیز
۔ عنایا۔ فیصل کی آنکھوں میں آج پہلی بار نمی بھرائی

عنایا پلیز تم جو کہو گی میں کروں گا، تمہاری ہر بات مانوں گا بٹ پلیز ٹاک ٹو
۔ می پلیز عنایا۔ فیصل بھرائی آواز میں بولا

پانی، پانی، عنایانے آہستگی سے کہا

آں ہاں ہاں، یہ لو پانی، فیصل نے اپنے بیگ سے بوتل نکالی۔ عنایا کو سہارا دے
کر اٹھایا اور بوتل اس کے منہ سے لگادی

پانی پی کر عنایا کو یاسر کا خیال آیا۔ وہ فیصل سے پوچھنا چاہتی تھی مگر اس کی
ہمت نہ پڑی

۔ وہ آہستگی سے اٹھی اور کمرے سے باہر آگئی۔ فیصل بھی اس کے پیچھے آیا

. عنایا چلتے چلتے کالج گیٹ کے پاس آئی

اُو تمہیں گھر چھوڑ دوں. فیصل اس کا ہاتھ پکڑ کر کار تک لے گیا. دونوں کار میں بیٹھے. عنایا کا گھر آگیا تھا. اس نے گاڑی کے دروازے کو دیکھا اور پھر فیصل پر نظر ڈالی.

تم جاسکتی ہو عنایا, اب کی بار دروازہ لاگ نہیں. فیصل کی آواز میں اداسی واضح تھی

عنایا تھکے ہارے قدموں سے گھر میں داخل ہوئی تو اندر ایک اور طوفان اس کا منتظر تھا.

لو, آگئی وہ, پھپھو نے عنایا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
کہاں ہے میرا بیٹا؟ بول کہاں ہے یاسر, پھپھو عنایا کی طرف لپکیں اور اسے
جھنجھوڑ کر رکھ دیا.

. عنایا پھپھو کا یہ روپ دیکھ کر حیران رہ گئی

کک کیا مطلب, یاسر ابھی تک گھر نہیں پہنچا. عنایا نے گھبراتے ہوئے کہا
وہی تو میں پوچھ رہی ہوں کہاں ہے وہ. کیا کیا ہے تو نے اس کے ساتھ. بول, پھپھو
چلائیں.

. پھپھو مجھے نہیں پتا کچھ بھی. عنایا نے فکر مندی سے کہا

جھوٹ مت بولو، ختم کرو اپنے اس ڈرامے کو جو اتنے دن سے تم نے لگایا ہوا ہے۔
بس مجھے میرا بیٹا چاہیے۔ ہم آج ہی چلے جائیں گے یہاں سے بس تم مجھے بتا
دو یاسر کہاں ہے۔ دیکھو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ پھپھو نے عنایا کے
آگے ہاتھ جوڑے۔

عنایا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ امی نے عنایا کو جلدی سے کمرے میں بھیجا
اور پھپھو کو سنبھالنے لگیں۔

عنایا، یاسر کہاں ہے۔ ثمن بھی عنایا کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی
آپی مجھے کچھ نہیں پتا۔ عنایا بری طرح رو رہی تھی۔ روتے روتے اس نے آج
کالج میں پیش آنے والا سار واقعہ ثمن کو سنایا۔

کاشان نے کالج میں، ہسپتالوں میں، رشتے داروں کے، سب جگہ پتاکروایا مگر
یاسر کا کچھ پتا نہیں تھا۔ شام کے چہ بج رہے تھے۔ پھپھو کو بار بار بے ہوشی کے
دورے پڑ رہے تھے۔

عنایا نے فیصل کا نمبر ڈائل کیا۔

زہے نصیب آج میری بیوی..... فیصل ابھی بول ہی رہا تھا

URDU NOVELIANS

مجھے تم سے ملنا ہے۔ عنایانے فیصل کی بات کاٹ کر کہا
 ریلی ز، ت تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو، فیصل نے حیرانی اور خوشی سے
 پوچھا

یقین کرو عنایا آج میں بہت خوش..... فیصل بول رہا تھا۔ مگر عنایا نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ ڈرائیور بھیجو

اوکے اوکے، میں خود تمہیں اپنے آ رہا ہوں۔ فیصل خوشی سے پاگل ہو رہا تھا
کچھ ہی دیر میں فیصل کی کار عنایا کے گھر کے سامنے تھی

فیصل کی کال آئی۔ آجاؤ مسز فیصل، آپ کے شوہر آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔
 فیصل نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا
 بس ویٹ، دو منٹ، عنایانے کہا

عنا یا کچن میں گئی۔ وہاں سے تیز دھار چھری اٹھائی اور اپنے بیگ میں ڈال لی۔
گھر میں کسی کو بننا بتائے وہ فیصل کی کار میں اس کے ساتھ چلی گئی

عنا یا کچن میں گئی۔ وہاں سے تیز دھار چھری اٹھائی اور اپنے بیگ میں ڈال لی۔
گھر میں کسی کو بننا بتائے وہ فیصل کی کار میں اس کے ساتھ چلی گئی

سارے راستے فیصل اسے اپنی محبت اور چاہت کا یقین دلاتا رہا۔ اس سے معافی مانگتا رہا۔ پتہ نہیں کیا کیا بولتا رہا مگر عنایا اپنی سوچوں میں گم تھی۔ اس نے اپنے بیگ کو بہت مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

کار گھر کے پاس پہنچی تو چوکیدار نے گیٹ کھولا۔ گھر میں قدم قدم پر باڈی گاڑڈز موجود تھے۔ چھتوں پر سنائپرز تعینات تھے۔ سی سی ٹی کیمرے اور کونے میں کھڑا ایک باڈی گاڑڈ جو بل ڈوگ کی زنجیر تھامے کھڑا تھا۔ عنایا کی گرفت اپنے بیگ پر مزید مضبوط ہو گئی۔ اس کو سرد موسم میں بھی پسینہ آنے لگا۔

عنایا تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ فیصل ہنسنے لگا۔
ارے خیریت ہے، میری شیرنی بہت جلدی میں ہے
عنایا نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ عنایا اطمینان سے آتش دان سے بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ فیصل بیٹھا ہوا عنایا کا بدلا یو ارویہ نوٹ کر رہا تھا۔ مگر اسے خوشی تھی کہ عنایا اس کے گھر میں اپنی مرضی اور خوشی سے آئی ہے

فیصل، عنایا نے فیصل کو پکارا

جی جان فیصل، فیصل جلدی سے بولا

مجھے کچھ کہنا ہے۔ عنایا نے کہا

تو کہو نا۔ میں بھی تمہیں سننا چاہتا ہوں۔ فیصل عنایا کے ہاتھوں کو چومتا ہوا بولا

یہاں نہیں، ایسی جگہ جہاں صرف میں اور تم ہوں۔ میں اپنی محبت کا اظہار کسی
ایسی جگہ کرنا چاہتی ہوں جہاں صرف میں اور تم ہوں۔ عنایا سکون سے بولی
فیصل نے حیرت سے عنایا کو دیکھا

_____////////,_____

رات کے نوجے کار ایک ویران راستے سے گزر رہی تھی
پتا ہے عنایا، میں آج بہت بہت خوش ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن تمہیں
ضرور پالوں گا۔ میرا بس نہیں چل ریا کہ تمہارے لیے کیا کر گزروں، تمہارا
ساتھ میرے لیے..... فیصل مسلسل بول رہا تھا
گاڑی روکو، عنایا نے اس کی بات کاٹ کر کہا
فیصل نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔ مسکرا کر عنایا کا ہاتھ تھام کر بولا۔
اگلا حکم
عنایا نے آہستگی سے ہاتھ چھڑایا۔ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ فیصل بھی
باہر نکلا

یہ ایک گھنا جنگل تھا۔ دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ گھپ اندھیرا تھا۔ گاڑی کی ہیڈ
لائٹس روشن ہونے کی وجہ سے کچھ دور تک روشنی پھیلی ہوئی تھی

اُو فیصل میں تم سے اپنی محبت کا اظہار کروں۔ اس لمحے کو تم ہمیشہ یاد رکھو گے۔ عنایا سکون سے بولی اور فیصل کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

فیصل جو اب تک عنایا کا بدلا ہوا روپ دیکھ کر حیرت میں مبتلا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور عنایا کو گلے سے لگانے لگا۔ اسی لمحے عنایا نے چھری فیصل کے پیٹ میں گھونپ دی۔

آآآآ۔ فیصل کی زوردار چیخ پورے جنگل میں گونجی۔ فیصل خون میں لت پت زمین پر گرا۔ فیصل کے جسم سے خون نکل کر تیزی سے زمین پر پھیل رہا تھا۔ آآآآ۔ فیصل کی زوردار چیخ پورے جنگل میں گونجی۔ فیصل خون میں لت پت زمین پر گرا۔ فیصل کے جسم سے خون نکل کر تیزی سے زمین پر پھیل رہا تھا۔

عنایا یہ منظر دیکھ کر سہم گئی تھی۔ فیصل زمین پر داد سے تڑپ رہا تھا۔ فیصل کے خون کے چھینٹے عنایا کے کپڑوں پر پڑے تھے۔ عنایا کے ہاتھوں پر بھی فیصل کا خون لگا ہوا تھا۔ عنایا کو اور کچھ سمجھ نہ آیا۔ اس نے ایک طرف کو بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے وہاں سے بھاگ رہی تھی کا اچانک سامنے سے آنے والی کار سے ٹکرائی۔

اوہ نوشٹ یار، کار سے عادل اور تانیہ باہر نکلے۔

یہ کیا کیا تانیہ تم نے، عادل نے پریشان ہو کے پوچھا۔

ممجھے کیا پتا تھا کہ یہ لڑکی پاگلوں کی طرح بھاگ رہی ہوگی۔ تانیہ نے گھبراتے ہوئے کہا
اسی لیے کہہ رہا تھا کہ صبح ڈرائیونگ سکھا دوں گا بٹ نہیں۔ تمہیں بھی رات کے وقت ہی گاڑی مارنے کا
شوق تھا۔ اب بھگتو۔ عادل نے غصے سے کہا

بس تم اب شروع ہو جائے۔ میں نے جان کر تھوڑی نہ مارا۔ تانیہ نے گھبراتے ہوئے کہا
تانیہ نے عنایا کی نبض چیک کی۔ یہ صرف بے ہوش ہوئی ہے۔ چلو ہاسپٹل لے چلیں۔ تانیہ نے کہا
ہاں ہاں بالکل، اس کے بعد تھانے چلیں گے۔ بے وقوف۔ عادل نے غصے سے کہا
پھر اب نہ تانیہ نے گھبراتے ہوئے کہا

اب کیا، گاڑی میں ڈالو، گھر لے جا کر ہوش میں لا کر معافی مانگ کر گئی بھیج دیں گے اسے۔ مجھے ہاسپٹل،
تھانے کے چکروں میں نہیں پڑنا۔ عادل نے کہا

عادل اور تانیہ اور ان کی پانچ سالہ بیٹی زویا کراچی میں رہتے تھے۔ عادل اسلام آباد میں جاب کرتا تھا۔ دس
دن کی چھٹی پر کراچی آیا تو بیگم کی فرمائش پر اسے ڈرائیونگ سکھانے نکل پڑا۔ گاڑی کی سپیڈ کم ہونے کی
وجہ سے عنایا کو چوٹ نہیں لگی۔ صرف ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی

رات کے دو بجے دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ آنے والا دروازہ توڑنا چاہتا تھا۔ کاشان نے دروازہ
کھولا۔ آگے سعد پولیس کے ساتھ کھڑا تھا

عنایا کہاں ہے، بول کہاں چھپایا ہے اسے۔ سعد نے کاشان کا گریبان پکڑا ہوا تھا

امی، ابا اور شمن بھی شور سن کر باہر آگئے

دیکھو بیٹا، ہم خود بہت پریشان ہیں۔ عنایا کا کچھ پتا نہیں۔ ابا نے بے بسی سے کہا

دیکھیں جی، آپ کی بیٹی قتل کر کے بھاگی ہے۔ وارنٹ گرفتاری ہیں ہمارے پاس اس کے۔ انسپکٹر صاحب بولے

قق قق قتل۔ نہیں نہیں میری بیٹی قتل نہیں کر سکتی۔ وہ تو بہت معصوم ہے۔ میں جانتی ہوں اپنی بیٹی کو، عنایا نہیں مار سکتی کسی کو۔ اماں چلاتے چلاتے رونے لگیں

تلاشی لو گھر کی۔ انسپکٹر نے اہلکاروں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا
گھر کی تلاشی لینے پر عنایا نہ ملی تو پولیس والے کاشان کو پکڑ کر لے گئے

عنایا کو ہوش آیا تو وہ ایک کمرے میں بیڈ پر تھی۔ تانیہ بیٹھی عنایا کو دیکھ رہی تھی

ہیلو، تانیہ نے عنایا کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا

تم کون ہو، کہاں رہتی ہو، گھر کہاں ہے تمہارا، اتنی رات کو جنگل میں کیوں بھاگ رہی تھی نر نر تانیہ
نے ایک ہی سانس میں سارے سوالات کر ڈالے

URDU NOVELIANS

عنایا سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ ان لوگوں کو حقیقت بتا دے گی کہ وہ فیصل کو مار کر بھاگ رہی تھی تو یہ لوگ اسے پولیس کے حوالے کر دیں گے۔ پھانسی سے بچ بھی گئی تو فیصل کے گروپ کے لوگ اسے مار دیں گے۔ اس کے پاس ایک ہی راستہ بچا تھا، یادداشت چلے جانے کا ڈرامہ کرنا

مجھے کچھ نہیں یاد، عنایا نے سر پکڑتے ہوئے کہا

تین دن بعد

کو ہوش آ رہا ہے اور وہ کسی عنایا کا نام لے رہے ہیں patient آپ کے

نرس نے سعد کو اطلاع دی

کیا میں فیصل سے مل سکتا ہوں، سعد نے جلدی سے پوچھا

سے روم میں شفٹ کر دیا ہے۔ آپ مل سکتے ہیں۔ نرس نے جواب دیا ICU جی ہم نے انہیں

سعد تیزی سے روم کی طرف بھاگا

عنایا، عنایا، فیصل مسلسل عنایا کا نام لے رہا تھا

فیصل، تم ٹھیک ہونا سعد نے فیصل کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

. عنایا , عنایا , فیصل مسلسل عنایا کا نام لے رہا تھا

. فیصل , تم ٹھیک ہونا , سعد نے فیصل کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

سعد , عنایا کہاں ہے , فیصل نے درد سے کراہتے ہوئے کہا

. فکر نہ کر فیصل , ایک بار پتہ چل جائے اس کا تو دیکھ , کیا حشر _____ سعد بولا

نہیں سعد پلینز , وہ میری زندگی ہے , جان ہے وہ میری , مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب وہ میری ضد سے میری محبت بن گئی . پلینز سعد , مجھے اس سے ملو ادو پلینز , میں مر جاؤں گا اس کے بنا , میں نہیں رہ سکتا . فیصل آج بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا

سعد کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے . فکر نہ کر فیصل , مل جائے گی بھابھی . پولیس اور ہمارے گروپ کے آدمی اسے جگہ جگہ تلاش کر رہے ہیں . سعد نے تسلی دیتے ہوئے کہا

سعد , وہ کب آئے گی . بس ایک بار مجھے اس سے ملو ادو . چلو , میں بھی اسے ڈھونڈنے نکلتا ہوں , فیصل اٹھنے کی کوشش کرنے لگا

فیصل , میرے بھائی , تو آرام کر , مجھ پہ یقین کر , بہت جلد بھابھی تیرے سامنے ہوں گی . سعد نے فیصل کو لٹاتے ہوئے کہا

. سعد کا موبائل بجنے لگا

. ہاں عمر بول , سعد نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے کہا

. کیا , عنایا بھابھی مل گئیں . سعد نے خوشی کا اظہار کیا

فیصل ایک دم بیڈ سے اترنے لگا۔ سعد نے اسے زبردستی بیڈ پر لٹایا

پولیس نے عادل کے گھر چھاپا مار کر عنایا کو گرفتار کر لیا تھا۔ ثمن جیل میں عنایا سے ملنے آئی

کیوں کیا عنایا تم نے ایسا، ثمن نے بھرائی آواز میں پوچھا

آپی اس نے یاسر کو، یاسر کو _____ عنایا کپکپاتے لہجے میں بول رہی تھی

پاگل لڑکی، کاش تم تھوڑا سا صبر کر لیتی۔ ثمن، عنایا کی بات کاٹ کر بولی۔ جانتی ہو، اس دن تمہارے

جانے کے بعد یاسر آیا تھا۔ پھپھو کو ساتھ لے کر واپس انگلینڈ چلا گیا وہ۔ تمہارے بارے میں ایسی باتیں

بول کر گیا وہ کہ تم سن لیتی تو شاید فیصل کی جگہ یاسر کو مارتی

ثمن کی باتوں نے عنایا کو شرمندہ کر دیا

دودن بعد

URDUNovelians

چلو بی بی تمہاری ضمانت ہو گئی ہے۔ عنایا کو اطلاع دی گئی

عنایا باہر نکلی تو فیصل کو سامنے مسکراتے دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئی

URDU NOVELIANS

عنایا کرسی پر بیٹھی تھی اور فیصل اس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ آج فیصل کی آنکھیں نم تھیں۔

بیت براہوں نامیں عنایا، فیصل نے بھرائی آواز میں پوچھا

عنایا چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

اب بھی یقین نہیں ہے نا مجھ پر، فیصل کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

عنایا، بہت دکھ دیے نامیں نے تمہیں۔ زبردستی نکاح۔ زبردستی حق جتاننا، زبردستی پاس بلانا، مگر اب اور نہیں۔ میں نے جان لیا ہے کہ محبت میں زبردستی نہیں ہوتی۔ تم کہو تو بہت جلد میں تمہیں آزاد

.....

فیصل کے رونے میں شدت آگئی۔

فیصل پلینز، عنایا نے فیصل کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ عنایا جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی۔ فیصل کے گلے لگ کر رونے لگی۔

عنایا کا گھر آ گیا تھا۔ عنایا اترنا چاہتی تھی مگر دروازہ لاک تھا۔

عنایا نے فیصل کی طرف دیکھا۔ جو آنکھوں میں چاہت کے رنگ بھرے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

دروازہ کھولو، عنایا نے نظریں جھکا کر کہا۔

ایک شرط پر، فیصل نے دلکش مسکراہٹ سجائے کہا۔

URDU NOVELIANS

کیا، عنایا نے سوالیہ نظروں سے پوچھا
رخصتی کی ڈیٹ بتاؤ، فیصل ایک خمار سے بولا
فیصل لل لل لل لل، عنایا نے فیصل کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا
گاڑی میں دونوں کے جاندار قہقہے گونج اٹھے
ختم شد

